مولانا عبدالملک جامعی
ڈاکٹر اسرار احمد

علامہ اقبال کا مقام

اواخر دسمبر ۸۷ء میں متحدہ عرب امارات اور انگلستان کے لگ بھگ سوا ماہ کے سفر سے واپس آیا اور اپنی غیر موجودگی میں موصول شدہ ڈاک کا جائزہ لیا تو ایک مضمون نما تحریر مولانا عبدالملک جامعی مقیم مدینہ منورہ کی بھی دیکھنے میں آئی، جس میں انہوں نے علامہ اقبال مرحوم کے بارے میں اپنے تاثراتِ قلبی کا اظہار بھی کیا ہے اور ان کے ساتھ اپنی ایک عالم رویاء کی ملاقات کا حال بھی بیان کیا ہے...... اور سب سے بڑھ کر یہ کہ علامہ مرحوم کے بارے میں مولانا محمد الیاسؒ بانی تحریک تبلیغ کا ایک قول بھی نقل کیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی پاکستان، بالخصوص لاہور کی فضا میں اس ناخوشگوار بحث کی تلخی بھی گھلی ہوئی محسوس ہوئی جو ناروے میں سردار عبدالقیوم خاں، صدر آزاد جموں و کشمیر کی تقریر اور اس پر ردعمل سے پیدا ہوئی تھی۔ چنانچہ ایک شدید قسم کے شش و پنج کا معاملہ پیدا ہو گیا کہ اگر اس تحریر کو شائع کرتا ہوں تو اندیشہ ہے کہ اسے اس بحث و تمحیص اور ردوقدح کے سلسلہ میں نہ شمار کر لیا جائے جو اس وقت بعض سیاسی اور دیگر اسباب کی بناء پر تلخ سے تلخ تر ہوتا جا رہا ہے...... اور شائع نہیں کرتا تو دل ملامت کرتا ہے کہ اللہ کے ایک نیک بندے نے جو چالیس سال سے زائد عرصہ سے جوارِ نبیؐ میں مقیم ہے ایک امانت لوگوں تک پہنچانے میں جو مدد چاہی ہے اس سے انکار بڑی دناءت اور محرومی ہے۔

بہت سوچ بچار کے بعد موخرالذکر احساس غالب آیا۔ جس کے نتیجے میں یہ تحریر بغرضِ اشاعت دے رہا ہوں۔

© rasailojaraid.
© rasailojaraid.

مولانا محمد عبدالملک جامعی سے میرا پہلا غائبانہ تعارف ۱۹۷۷ء میں ہوا تھا جب ان کا ایک خط میرے نام مدینہ منورہ سے موصول ہوا جس میں انہوں نے مجھے اپنی ایک تحریر پر مبارکباد دی تھی جو دسمبر ۷۶ء کے 'میثاق' میں شائع ہوئی تھی اور جس میں میں نے برصغیر پاک و ہند میں تحریک رجوع الی القرآن کی تاریخ بیان کرتے ہوئے انیس ویں صدی کے اواخر اور بیس ویں صدی کے اوائل میں شائع شدہ تراجم و تفاسیر قرآن کا جائزہ اور ان کے ضمن میں اپنی رائے پیش کی تھی...... ساتھ ہی انہوں نے مجھے یہ اطلاع بھی دی تھی کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے 'میثاق' کا وہ پرچہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کو جو ان دنوں کسی مؤتمر میں شرکت کے لئے وہاں مقیم تھے میری اس تحریر کو پڑھنے کی تاکید مگر "واپسی کی شرط" کے ساتھ دیا تھا۔ اسی خط سے معلوم ہوا کہ مولانا جامعی اگست ۱۹۴۷ء میں دہلی سے براہ راست مدینہ منورہ ہی ہجرت کر گئے تھے اور تب سے وہیں جوار نبیؐ میں مقیم ہیں اور مدینہ منورہ کے محکمہ مدارس القرآن میں مراتب و مفتش کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور اس کے علاوہ ذاتی حیثیت میں 'محمد علی اکادمی' اور 'بزم اردو' کے عنوان سے علمی و ادبی سرگرمیوں کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد مراد آباد (بھارت) کے مولانا افتخار احمد فریدی صاحب سے ربط و تعلق قائم ہوا تو مولانا جامعی کے بعض محامد و محاسن کا علم ہوا...... مولانا فریدی انہیں عاشق قرآن قرار دیتے ہیں اور اسی بناء پر انہوں نے کئی بار پر زور مشورہ دیا کہ مولانا جامعی کو لاہور میں منعقد ہونے والی قرآن کانفرنس میں ضرور شرکت کی دعوت دی جائے، لیکن افسوس کہ تاحال اس کی نوبت نہ آ سکی...... اس عرصہ میں صرف ایک بار ان سے ملاقات کا موقع بھی ملا لیکن کچھ میرے پاس وقت کی کمی اور کچھ ان کی مصروفیات کے باعث زیادہ گفتگو نہ ہو سکی۔ ویسے بھی میں نے انہیں نہایت کم گو اور کم از کم اس وقت ایک قسم کے جذب ہی کی کیفیت میں پایا تھا۔ اگر اللہ نے چاہا تو اس سال مارچ ۸۸ء میں منعقد ہونے والی قرآن کانفرنس کے لئے انہیں لاہور تشریف لانے کی زحمت دی جائے گی۔

مولانا جامعی کی حسب ذیل تحریر اگرچہ ہمارے دفتر میں ۱۵ر دسمبر ۸۷ء کو موصول ہوئی تھی تاہم اس کے اختتام پر مولانا نے اپنے قلم سے تاریخ ۸/۴/۱۴۰۸ درج کی ہے یعنی ۸ر ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ جو ہمارے حساب سے لگ بھگ ۲۹ر نومبر ۸۷ء بنتی ہے۔ اور جہاں

© rasailojaraid.com

تک مجھے معلوم ہے اس وقت تک اوسلو (ناروے) والی تلخ بحث (CONTROVERCY) ——— کا کوئی ذکر اخبارات میں نہیں آیا تھا۔ گویا مولانا کی اس تحریر کا کم از کم بظاہر احوال کوئی تعلق اس بحث سے نہیں ہے...... (اگرچہ اس عالم خلق سے ماوراء عالم امر میں کسی واقعے یا معاملے کا فیصلہ کس حکمت سے ہوتا ہے یہ ہمارے علم و بحث سے باہر ہے!)

اس تعارفی تمہید کے بعد مولانا جامی کی تحریر ملاحظہ ہو!

اسرار احمد عفی عنہ

حکیم الامّت اقبال ——— ایک خواب

رمضان شریف اور اس سے پہلے بھی ڈاکٹر صاحب (یعنی علامہ اقبالؒ) مطالعہ میں تھے۔ خیال آیا ڈاکٹر صاحب کی اصل تعلیمات کیا ہیں، ایسی جن پر عمل کیا جا سکے۔ ایک خاکہ تیار کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کو خواب میں دیکھا، میں شاید کسی مسجد میں معتکف ہوں اس لئے کہیں جا نہیں سکتا، ڈاکٹر صاحب کو تکلیف دی، خود تشریف لائے، میں نے وہ خاکہ سامنے رکھا، میرا خیال ہے اس کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا، مگر فرمایا کہ بھائی ہمارے استاد یا مرشد نے دس باتوں میں امتحان لیا، تین میں ہم پاس ہوئے...... یہ تینوں میں نے نوٹ کر رکھی تھیں مگر چھ ماہ سے بیمار ہوں، سارے کاغذات سے بے خبر ہوں، صرف ایک بات یاد رہ گئی "کسی سے بغض و عناد نہ ہو"...... بات ختم ہو گئی، اٹھ کر چلے، میں مشائعت کے لئے دروازہ تک آیا۔ پیدل جا رہے تھے، میں نے عرض کیا سواری موجود ہے۔ فرمایا نہیں، ایسے ہی ٹھیک ہے۔ میں نے اس وقت لباس پر خاص طور پر نظر کی۔ بیداری کے بعد میں نے غور کیا کہ میں نے ڈاکٹر صاحب کو اس لباس میں پہلے کبھی دیکھا ہے، مگر بہت یاد کرتا ہوں یاد نہیں آتا، ساری ملاقاتوں اور زیارتوں کو سامنے لایا مگر یہ لباس کہیں نظر نہیں آیا۔ میری بڑی بچی کے بچے جدہ سے آئے ہوئے تھے۔ وہ ایک دن میرے کمرے میں گھس گئے اور میری ساری کتابوں کو تہہ و بالا کر دیا، میں آیا، تو بہت غصہ آیا مگر اس شر میں ایک خیر نظر آئی کہ قرطبہ کی وہ نظم جو ایک زمانہ میں حکومت نے عربی ترجمہ کے ساتھ شائع کی تھی وہ ہاتھ آ گئی۔ اس پر ڈاکٹر صاحب کی تصویر بھی ہے اور وہی اسی لباس میں جس میں انہوں نے مسجد قرطبہ میں نماز پڑھی

© rasailojaraid.
© rasailojaraid.
© rasailojaraid.

تھی ٗاور یہی وہ لباس تھا جس کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس کی تعبیر میں نے یہ لی کہ مجھے قرطبہ والی نظم سے خاص تعلق ہونا چاہیئے۔ یہ بھی قدرتی اتفاق کہ مجھے اسی زمانہ میں وہ قطعہ بھی مل گیا جو عید کارڈ کے طور پر ۱۹۳۶ء میں اپنے دوستوں کو تقسیم کیا تھا۔ اسی مسجد قرطبہ والی نظم کا ایک حصہ تھا

''ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ''۔ اس کا مطلب بھی یہ لیا کہ مجھے اس ''شان مومن'' کو اپنے اور دوسروں کے اندر پیدا کرنا چاہیئے۔ میں نے اس زمانہ میں اس کو شائع بھی خوب کیا۔ [1] یہاں مدینہ پاک میں تعلیمات کا جو خاکہ بنایا تھا ٗاس میں کئی چیزیں تھیں لیکن جو سب سے زیادہ مجھ پر اثر انداز ہوئی وہ ہے ''اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی''۔ مسلمان کا ہاتھ ہر دم اور ہر جگہ ''اَلْعُلْیَا'' ہونا چاہیئے ٗ وہ کہیں ''اَلسُّفْلٰی'' نہ ہو۔ وہ دینے کے لئے پیدا ہوا ہے ٗ لینے کے لئے نہیں ٗانفرادی ہو یا قومی۔ اس کی قوم کو ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ دنیا کو دے ٗ وہ امریکہ اور روس سے لینے والا نہ ہو بلکہ ان کو دینے والا ہو۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہر آدمی میں علیا کی عزت اور عظمت پیدا ہو جائے۔ اگر ایک آدمی علیا کی حقیقت کو جان لے تو پھر کہاں کی رشوت ٗ کہاں کی بے ایمانی اور کہاں کی چوری چکاری۔ جو آدمی اپنے ہاتھ کو علیا رکھنا چاہتا ہے وہ کیسے رشوت لے سکتا ہے ٗ رشوت میں تو دینے والے کا علیا ہوگا اور اس کا سفلی۔ میرے نزدیک تو یہ ہماری ساری بیماریوں کا علاج ہے۔

دوسری چیز ''سوال سے پرہیز''۔ حتی الامکان کسی سے سوال نہ کیا جائے۔ عزتِ نفس کے خلاف ہے اور یہ بھی اَلْیَدُ الْعُلْیَا کی ایک شاخ ہے۔ اور یہ دونوں تفسیر ہیں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ کی۔

یہ مرقومہ جو کئی دن میں مکمل ہو سکا (بوجہ علالت) ٗمگر یہ تاخیر ایک نئی توجیہہ کا باعث ہوئی ٗیعنی یہ ڈاکٹر صاحب کا ایک طریقہ تعلیم تھا۔ گویا انہوں نے میرے لائحہ عمل کے بارے

---

[1] محترم جامعی صاحب نے علامہ مرحوم کی جو نظم اپنے دستخط کے ساتھ بڑی تعداد میں طبع کرا کے ہدیۃً لوگوں میں تقسیم کی تھی صفحہ ۲۲ پر شائع کی جارہی ہے۔ اس پر تاریخ ۱۲ر محرم الحرام ۱۴۰۷ھ درج ہے۔

© rasailojaraid

میں تو فرمایا "ٹھیک ہے، کوئی مضائقہ نہیں، اس کو کر سکتے ہو کرو" مگر اصل بات یہ ہے کہ "دل سے بغض و حسد کو دور کرو"۔ واقعہ ہے کہ یہ میری سب سے بڑی بیماری ہے، مجھ سے زیادہ شاید دنیا میں کسی میں بھی اس درجہ میں نہیں پائی جاتی۔ صوفی غلام محمد مرحوم (مدینہ منورہ کے جواہرات میں سے تھے) فرماتے تھے کہ یہ باطنی کوڑھ ہے۔ اس بیماری کی کوئی دوا نہیں، لاعلاج ہے۔ میرا حال یہ ہے کہ لوگوں کی ترقی سے ناخوش ہوتا ہوں اور ان کے نقصان سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ صاف صاف لکھ دیا، شاید کسی کی دعا کارگر ہو جائے۔

مولانا الیاسؒ اور اقبال

مولوی ظہیر الحسن، ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کے ایم اے کے ساتھی اور مولانا الیاس کے بہت قریبی عزیز (ان کی بیوی کے بھائی) انہوں نے مجھ سے خود بیان کیا کہ مولانا ایک دن میرے کمرے میں آئے اور فرمایا "مولوی ظہیر، مولوی ظہیر، مجھے اقبالؒ کی سب کتابیں جمع کر کے دے، مجھے ان سے اصول اخذ کرنے ہیں۔"

ڈاکٹر صاحب کا جب انتقال ہوا، مولانا کی مجلس میں ذکر آیا، لوگوں نے اعتراضاً کچھ گستاخی کی۔ مولانا نے ہونٹوں پر انگلی رکھی اور خاموشی کا اشارہ کیا۔ مجلس سب مولانا مدنیؒ (کے عقیدت مندوں) کی تھی۔ انہیں کب صبر آتا، انہوں نے وہ قطعہ یاد دلایا کہ اس نے تو حضرت مدنیؒ کو ایسا ایسا کہا ہے۔ مولانا نے فرمایا "اسے حق تھا، وہ صاحب مقام شخص تھا۔"

کاندھلہ کا یہ مکان مولانا کی ننھیال کا مکان ہے۔ تاریخی بات یہ ہے کہ یہی ایک مکان ہے ہندوستان میں جہاں سرسید اور مولانا قاسم یکجا ہوا کرتے تھے۔ سرسید اس خاندان کے شاگردوں میں ہیں۔

محمد عبدالملک عبدالقیوم

ص۔ ب...... ۲۷۴ المدینۃ المنورۃ

۱۴۰۸/۴/۸ھ

© rasailojaraid

© rasailojaraid